

سلسلة مواعظ دعوت دين حق ⑤

دعوت عشقت أَلَيْكِ



شیخ الحدیث عارف بالله

حضرت مولانا شاہ عبد المپتین بن حسین صاحب کاظمی

خلیفہ اجل

شیخ العرب عارف بالله محمد زمانہ
والعجمہ عارف بالله محمد زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مالختر صاحب عزیزی

ذرا کنا لیقا الخیری

hazratmeersahib.com

ملفوظات حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ

خدا سے محبت پیدا کرنا تمام تصوف کی جڑ ہے

ارشاد فرمایا کہ اس راہ میں صرف ایک ہی طریق ہے کامیابی کا، وہ یہ کہ خدا سے محبت پیدا کرو۔ لیس یہی جڑ ہے تمام تصوف کی۔ بدون اس کے اس راہ میں کامیابی مشکل ہے۔ اب رہایہ کہ محبت پیدا کرنے کا کیا طریق ہے؟ سودہ طریق یہ ہے کہ اہلِ محبت کے پاس بیٹھو، ان کی صحبت اختیار کرو، اس کی برکت سے یہ چیز نصیب ہو جائے گی۔ اور یہ چیز نہ پیر کی توجہ پر موقوف ہے اور نہ کسی تعویذ گذروں پر، یہ خود اپنی طلب پر موقوف ہے، اب جس کو بھی عطا ہو جائے مگر طلب ضرور شرط ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۱۱۳)

تسهیل الطریق

ارشاد فرمایا کہ خود مشقت میں پڑنے کا شوق ہی ہو تو اس کا توعلاج ہی نہیں، باقی راستہ بالکل صاف ہے کہ غیر اختیاری کی فکر میں نہ پڑیں، اختیاری میں ہمت سے کام لیں۔ اگر کوتا ہی ہو جائے تو ماضی کا استغفار سے تدارک کر کے مستقبل میں پھر تجدید ہمت سے کام لینے لگیں، اور ہمت کے ساتھ بہت لجاجت کے ساتھ دعا کا بھی الترام رکھیں۔

(ملفوظات حکیم الامت ج ۲ ص ۹۰)

سلسلہ مواعظ دعوت دین حق ۵

ضروری تفصیل

دعوتِ عشقِ الہی

نام وعظ:

شیخ الحدیث، عارف باللہ حضرت مولانا

نام واعظ:

شاہ عبدالستین بن حسین صاحب دامت برکاتہم، ڈھاکہ

تاریخ وعظ:

۱۷ رب جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۲۰۲۳ء

۱۸ رب جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۲۰۲۳ء

مقام:

مسجد اختر، گلستان جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

موضوع:

صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت، نورِ مطلق کی تعریج، کسی ولیٰ کامل کو

نورِ مطلق کہنا، حضرت میاں جی نور محمد جعفری نوی عجیب اللہی کے مناقب،

تزکیہ نفس میں ہمت کا شرہ اور احتیاجِ فضل و رحمتِ خداوندی

مرتب:

یکی از خدام حضرت والا دامت برکاتہم

رجب المرجب ۱۴۲۵ھ مطابق جنوری ۲۰۲۴ء

اشاعتِ اول:

ادارہ تالیفاتِ اختریہ

ناشر:

بی۔ ۳۸، بندھ بلوچ ہاؤ سنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

صفحہ نمبر

عنوانات

۱۔	اہل اللہ کی زندگی بے غم ہونے کا کیا مطلب ہے؟
۸۔	حقیقی نور فہم کیا ہے اور کیسے نصیب ہوتا ہے؟
۹۔	آفتابِ رسالت ﷺ کی کرنوں کا صحابہ کرام ﷺ پر اثر
۱۰۔	اللہ تعالیٰ نے دین کا نام صبغۃ اللہ رکھا ہے۔
۱۲۔	کسی ولی اللہ کو نورِ مطلق کہنے پر اعتراض اور اس کا مدلل جواب
۱۵۔	عظمتِ کعبہ اور عظمتِ مؤمن کامل کا مقام
۱۷۔	نورِ مطلق بقولِ مولانا ناروی حنفی اور بقولِ مولانا قاسم نانوتوی حنفی
۱۸۔	حضرت میاں جی نور محمد بھجنہ انوی حنفی کا الہام غیبی
۱۹۔	حضرت میاں جی نور محمد بھجنہ انوی حنفی کی بشارت کا ظہور
۲۲۔	ایمان کی حقیقتِ محبتِ الہیہ ہے
۲۳۔	اصلی پاس انفاس کیا ہے؟ عظیم الشان یادِ محبوب پاک
۲۴۔	اللہ کے راستے کا سب سے بڑا شمن نفس ہے
۲۶۔	شرعی پرده اور ناجرم عورتوں اور آمارد سے احتیاط کا حکم
۲۸۔	ترزیکِ نفس میں ہمت کا شمرہ اور احتیاجِ فضل و رحمت خداوندی
۳۰۔	محاسنِ اسلام کا بیان
۳۱۔	لا حوال ولا قوۃ الا باللہ کی شرحِ عظیم
۳۲۔	کوئی بھی کام کرنے سے پہلے کو نسدیان و استحضار نافع اور موثر ہے
۳۲۔	ہمہ وقتِ مراقبہ، ہمہ وقتِ دھیان
۳۳۔	دعوتِ عشقِ الہی اور رازِ لطفِ حیاتِ عارفین
۳۵۔	کسی المدد والے کے دل میں اپنے لئے جگہ بنالو



دُعَوتِ عُشْقِ الْهِي

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَىْ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَلَفُوا أَمَّا بَعْدُ
 فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِن الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ ○ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُوْنُوا مَعَ الصَّدِيقِينَ ○
 (سورة التوبة: آية ۱۱۹)

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيمَاتِهِ وَبِهِ عَنْ رَبِّهِ
 تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَجَبَتْ حَقِيقَتِ الْمُتَّحَابِينَ فِي وَالْمُتَّجَالِسِينَ فِي وَالْمُتَّرَدِّيِنَ فِي
 وَالْمُتَّبَّاذِلِيِنَ فِي۔ روادِ مالک

(مشکوٰۃ المصائبیح: (قدیسی)، باب الحب فی الله و من الله؛ ص ۳۲۶)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمادیں، اپنی محبت و معرفت سے نوازیں، اطاعت والی زندگی عنایت فرمادیں، جنت الفردوس ہمارے لئے منظور فرمائیں، اولیائے صدقیں کاملیں میں ہم سب کو، ہمارے گھروالوں کو، بچوں کو، دوستوں کو اللہ تعالیٰ شامل فرمائیں۔ انسان جب کلمہ پڑھتا ہے، لا الہ الا اللہ کہتا ہے، تو غیر اللہ سے الگ ہو جاتا ہے اور اس کلمہ میں یہ عہد کرتا ہے کہ اب وہ اللہ کا ہو کے رہے گا، اللہ پر جان فدا کرے گا، اللہ ہی پر اس کی نظر ہو گی، اللہ ہی کی تلاش اور یاد میں زندگی گزارے گا، اسی کی محبت میں عمل کرے گا اور جس عمل سے وہ ناراض ہوں وہ عمل نہیں کرے گا۔ یہ ایمان کے اصلی معنی ہیں۔ ایمان کیا ہے؟ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں ایمان کی حقیقت ہے اللہ کی محبت۔ اور محبت کی حقیقت کیا ہے؟ کسی سے دل لگانا، کسی کو اپنا دل دے دینا اور بس انہی کا ہو کرہ جانا، یہ ہے محبت کی حقیقت! جب محبت ہو جاتی ہے تو عاشق محبوب کا ہر ناز اٹھاتا ہے، اور اگر کبھی محبوب ناراض ہو جائے تو اس کو منائے بغیر اس کو چین نہیں آتا۔ اسی کو عارف ہند

حضرت خواجہ عزیز الحسن مخدومؒ عہد اللہ نے فرمایا۔

جب دل ہی لگا بیٹھے ہر ناز اٹھانا ہے

سو بار اگر روٹھیں سو بار مننا ہے

اُس محبوب پاک سے دل لگانا بہت بڑی بات ہے، اس لئے ایمان بہت عظیم الشان
دولت ہے۔ ایمان کے رشتے سے آدمی اپنا دل اللہ سے لگاتا ہے اور جب اللہ سے دل
لگ جاتا ہے تو پھر اور کسی پر نظر نہیں جاتی۔ ایسی ذات پاک سے جب تعلق ہو جاتا ہے،
دل بن جاتا ہے اور دل لگ جاتا ہے تو پھر اور کسی طرف رُخ کرنے کی اب گنجائش کہاں ہے؟
دل میں اور کسی کی جگہ ہوتی ہی نہیں ہے۔ اس کا تحوال بس یہ ہو جاتا ہے کہ
نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہی کا انہی کا ہوا جارہا ہوں

تو حید بہت عجیب چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ کادیوان ہو جانا، اللہ تعالیٰ پر فدا ہو جانا، انہی کی یاد میں
اور جتنجہ میں دن رات گزارنا، ہمہ وقت ہر حالت میں محبوب پاک رہنا اور محبو مسماۃ
محبوب پاک رہنا اس کو نصیب ہو جاتا ہے۔

اب نہ کہیں نگاہ ہے، اب نہ کوئی نگاہ میں

محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی جلوہ گاہ میں

اللہ کی محبت کا درد بھی عجیب ہے کہ نہایت لذیذ ہے، اتنا لذیذ ہے کہ اس کی وجہ سے سب کو
چھوٹا پڑے تو سب کو چھوڑ کر صرف ان کا ہو جاتا ہے، اب صرف انہی کا خیال ہمیشہ
غالب رہتا ہے۔ ایک ہی خیال بس دل میں ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

اے خیالِ دوست اے بیگانہ سازِ ما سوا

اُس محبوب پاک کا خیال ماسوا کو بالکل ہی بیگانہ بنادیتا ہے۔

مجھ کو سرا پا ذکر بنا دے ذکر ترا اے میرے خدا

سانس کے بد لحلق سے نکلے ذکر ترا اے میرے خدا

سراپا یادِ الٰہی، سراپا عشقِ الٰہی، سراپا اللہ تعالیٰ کی محبت تو
 اے خیالِ دوست اے بیگانہ سازِ ما سوا
 اس بھریِ محفل میں تو نے مجھ کو تہا کر دیا
 محفلِ عالم سے وہ بیزار ہو جاتا ہے یعنی دنیا میں ہوتے ہوئے اور کائنات کی اس محفل میں
 ہوتے ہوئے کسی سے اس کا دل نہیں لگتا، کہیں بھی اس کی نظر نہیں ہوتی۔
 اس بھریِ محفل میں تو نے مجھ کو تہا کر دیا

اہل اللہ کی زندگی بے غم ہونے کا کیا مطلب ہے؟

اہل اللہ سب کے اندر رہتے ہوئے بھی کسی کے ساتھ نہیں ہوتے۔
 دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
 یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے
 سب کے ساتھ رہتے ہیں لیکن کسی کے ساتھ نہیں ہوتے، وہ مع احتیج ہوتے ہیں۔ کیا بات
 ہوتی ہے اور کیسی زندگی ہوتی ہے، کیسی لذت اور لطف ہوتا ہے میرے دوستو!
 میرے شیخ عَزِیْز اللہ فرماتے ہیں۔

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
 ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

دل بے غم ہونے کا مطلب نہیں کہ وہ غمزد نہیں ہوتے، دنیا میں مختلف ہموم و غوم تو سب ہی کو
 آتے ہیں، لیکن اس دنیا میں چاہے ہزاروں غم کا عالم ہو، اللہ والوں کو اس کی طرف کوئی
 التفات نہیں ہوتا، کچھ بھی توجہ نہیں کرتے۔ اس لئے ان کی زندگی پُر کیف ہے، پُر لطف ہے۔
 یعنی پریشانی ہونا الگ چیز ہے، لیکن وہ ملقت الیہ نہیں ہوتے، اس کی طرف ان کو نہ
 التفات ہے نہ توجہ ہے، دنیا کے غم اپنی جگہ پہ لیکن غمِ محبوب پاک سب پر غالب ہوتا ہے۔
 میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر۔
 وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

عشقِ حقیقی جب آتا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت جب عطا ہوتی ہے تو وہ ہر وقت فدائے محبوب پاک رہتا ہے، دل میں ایک دھیان ان کا قائم رہتا ہے۔ اب دل کا کام ہی یہ ہو جاتا ہے کہ ان کے ساتھ مشغول رہنا اور ان کے کام میں مشغول رہنا، ان کی رضا کی طلب میں، جسجوں میں مشغول رہنا، ان کے لئے فنا ہو جانا اور ان کے ساتھ بقا ہو جانا، فنا فی اللہ اور بقا اللہ۔ دل میں ایک نور ہوتا ہے جو اندر ہی اندر اللہ تعالیٰ کی طرف اس کو کھینچتا رہتا ہے۔

حقیقی نورِ ہم کیا ہے اور کیسے نصیب ہوتا ہے؟

یہ فنا فی اللہ ہو جانا اور بقا اللہ ہو جانا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت عطا فرمائے، اس کے لئے کسی فانی فی اللہ اور باقی باللہ کی محبت بھی ضروری ہے، ان کی توجہ ضروری ہے، ان کی نظرِ عنایت ضروری ہے۔ ہمارے حضرت حکیم الامم مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ نورِ ہم کسی فانی فی اللہ، باقی باللہ کی صحبت کی بدون حاصل نہیں ہوتا، ایسے کامل کی صحبت سے، ان کی توجہ سے، ان کی تربیت سے، ان کی معیت سے یہ نعمت ان کے شاگردوں کو، ان کے ہمنشینوں کو عطا ہوتی ہے۔

لوگ ہم کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ ہم مطلوب ان کو حاصل نہیں ہوتا۔ یہ نورِ ہم کسی نہیں ہے، یہ عطا ہے حق ہے، اللہ تعالیٰ جس کو عطا فرماتے ہیں اس کو یہ دولت ملتی ہے، کسبِ محض کا اس میں دخل نہیں ہے، لیکن اس کے عطا ہونے کے لئے الترام تقویٰ اور صحبتِ اہل اللہ، اور دعا والتجاء کے راستے سے کوشش بہر حال کرنا چاہئے، پھر حق تعالیٰ یہ نعمت عطا فرمائی دیتے ہیں۔ دیکھئے! قرآن پاک میں کیا ارشاد فرمایا:

﴿يُؤْتَى الْحِكْمَةَ مَنِ يَشَاءُ وَمَنِ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتَ خَيْرًا كَثِيرًا ط﴾

(سورۃ البقرۃ: آیہ ۲۶۹)

کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں دین کی گہری سمجھ عطا فرماتے ہیں، اور وہ من یُؤْتَ الْحِكْمَةَ اور جس کو دین کی گہری سمجھ عطا ہو جاتی ہے فَقَدْ أُوْتَ خَيْرًا كَثِيرًا تو اس کو خیر کثیر عطا ہو گیا، خیر کثیر یعنی تمام نعمتیں، تمام دولتیں پھر اس کو حاصل ہیں، ساری کامیابی اس کو حاصل ہے۔

حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يُرِدُ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُنَفِّقُهُ فِي الْأَيَّلِينَ وَمَا لِهِمْ بِرُشْدَةٍ))

(کنزالعمال: (دارالكتب العلمية)، ج ۱۰، ص ۳۷، رقم ۲۸۸۷)

اللہ تعالیٰ جس کے لئے زبردست بھلانی کا ارادہ فرماتے ہیں تو دین کی گہری سمجھاں کو عطا فرماتے ہیں، وَإِلَهُمْ رُشْدَةٌ اور زندگی میں جہاں بھی وہ رہے، جو کام بھی کرنا ہو تو قدم قدم پہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اللہ کی رضا کے راستے میں چلنے کی سمجھ اور رہنمائی عطا فرماتے ہیں، من جانب اللہ رہنمائی اس کے قلب کو عطا ہوتی ہے کہ یوں کرو یوں نہ کرو۔ ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نوراللہ مرقدہ کا جو ملفوظ تھا، حضرت خواجہ صاحب نے اس کو شعر بنادیا۔

تم سا کوئی ہدم کوئی دمساز نہیں ہے با تیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے
میرے دوستو! دین کی گہری سمجھ زبردست نعمت ہے، ظاہری عالم بن جانے سے،
دورہ حدیث تک پڑھنے سے، علوم الحدیث اور افتاء تمام ظاہری علوم کے پڑھنے سے اس
نعمت کا حاصل ہو جانا ضروری نہیں ہے، جب تک کہ حق تعالیٰ عطا نہ فرمائیں۔ یہ نعمت
صحبت سے عطا ہوتی ہے اور تقویٰ سے۔ تقویٰ بھی ضروری ہے اور صحبتِ اہل اللہ بھی
ضروری ہے۔ جس کو یہ دوامِ تقویٰ حاصل ہوتا ہے، استمرار علی التقویٰ حاصل ہوتا ہے کہ
تقویٰ کے ساتھ اس کے دن و رات ہیں، تقویٰ کے ساتھ اس کے تمام محاذات ہیں، کسی وقت
اللہ کی یاد سے اور اطاعتِ شریعت سے وہ غافل نہ ہو۔

وہ مرے لمحات جو گزرے خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زیست کے حاصل رہے
تو اس طرح سے اگر صحبتِ اہل اللہ اور التزامِ تقویٰ کسی کو حاصل ہو تو یہ نورِ فہم، یہ گہری سمجھ
دین کی اس کو عطا ہوتی ہے، بات سمجھ میں آئی میرے دوستو!

آفتاہ رسالت ﷺ کی کرنوں کا صحابہ کرام ﷺ پر اثر
ہمارے حضرت حکیم الامت نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ صحابہ سب عالم نہ تھے،

صحبت سے پایا جو کچھ بھی پایا۔ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی صحبت کیا چیز تھی! خدا کی قسم! لاکھوں کروڑوں آفتاب و مہتاب سے زیادہ مؤثر اور موڑتھی آپ ﷺ کی ایک ایک لمحے کی صحبت۔ قسم بخدا! سارے عالم کے بادشاہوں کی بادشاہت اور تمام مالداروں اور تاجروں اور اغذیاء کی دولت سے بڑھ کر ایک ایک لمحے میں صحابہ کرام کو عظیم الشان نعمتیں عطا ہوتی تھیں، دو تین عطا ہوتی تھیں صحبتِ نبوت کی برکت سے۔

اللہ تعالیٰ نے دین کا نام صبغۃ اللہ رکھا ہے

تو آپ ﷺ کی صحبت نے صحابہ کرام ﷺ کو گھری سمجھ عطا فرمائی۔ ان میں سے کسی کے اندر اگر علم بظاہر کم بھی تھا لیکن فہم دین پورا تھا اور اطاعت کامل تھی۔ یہی تو وہ چیز ہے جو آدمی کو اونچا کرتی ہے، اوپر اٹھاتی ہے، رتبہ بڑھاتی ہے، مقبول اور محجوب حق سمجھانے بناتی ہے۔ دین کی سمجھ جب قلب کو حاصل ہو جائے تو پھر وہ مست رہتا ہے اور دین ہی پر فدا رہتا ہے، دین کے محاسن و مکالات اس کی نگاہ میں ہوتے ہیں۔ دین کے محاسن و مکالات یعنی اللہ تعالیٰ کا دین کتنا پیارا ہے، کتنا خوبصورت ہے، کتنا حسین ہے، کتنا جمیل ہے، کتنا عظیم المرتبت ہے:

«صَبْغَةُ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنْ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً»

(سورۃ البقرۃ: آیۃ ۱۳۸)

(ترجمہ: ہم نے لیا ہے اللہ کا رنگ۔ اور کس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر!) تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ رنگ کو اختیار کرو، اسی سے اپنی زندگی کو سنوارو، حسین بناؤ، یعنی دین کا نام کیا رکھا صبغۃ اللہ اللہ کا پسندیدہ رنگ، قربان جائیے اس نام پر، محبوب حقیقی کے اس انتخاب پر، اس تلقیب پر کہ اپنے دین کا نام رکھا کہ یہ ہمارا رنگ ہے۔ کیا بات ہے! سجان اللہ تعالیٰ و بحمدہ! اور پھر آگے اور زیادہ ترغیب دی اور تشویق، شوق دلایا کہ دیکھو و مَنْ أَحْسَنْ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً اللَّهُ تَعَالَیٰ سے زیادہ حسین رنگ اور کس کا ہوگا؟

تو دین جمال محبوب پاک کاظھور ہے، جمال محبوب حقیقی کاظھور ہے۔ دین پر
جب آدمی چلتا ہے تو محبوب پاک کے جمال کے انکاسات اس کے اندر پیدا ہوتے ہیں،
اس کی زندگی عکاسی جمال محبوب پاک بن جاتی ہے۔ خدا کی قسم! ایسا شخص کہ جس کے اندر
عکاسی جمال و مکال محبوب پاک ہوتی ہے، اسی کو ”خَلِيفَةُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ“ کہتے ہیں۔
ہمارے حضرت حاجی صاحب نور الدمرقدہ کے نام کے ساتھ ہمارے اکابر فرماتے تھے
”خَلِيفَةُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ“، اسی طرح مولانا لکھوہی عَجَلَ اللَّهُ كے بارے میں فرماتے تھے
”خَلِيفَةُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ“ اور جنتۃ الاسلام مولانا قاسم نانو توی عَجَلَ اللَّهُ کے بارے میں
فرماتے تھے ”خَلِيفَةُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ“ زمین میں اللہ کا خلیفہ، اللہ کا نائب، سمجھان اللہ
تعالیٰ و بحمدہ! کیا بات تھی میرے دوستو!

تو دین ایسا حسین ہے، اتنا جمیل ہے۔ اصل میں آدمی اگر نفس کی شرارت سے بچ جائے اور شیطان کے مکروہیں سے محفوظ ہو جائے، نفسانی اور شیطانی کاموں سے اگر اس کونجات حاصل ہو جائے تو قلب و روح اس تدریپا کیزہ بن جاتے ہیں کہ قلب و روح کو ایک حیرت انگیز لطافت من جانب اللہ عطا ہوتی ہے اور وہ نگاہ قلب سے پھر جمال محبوب پاک کا مشاہدہ بغیر حجاب کے کرتا رہتا ہے۔

پردے اُٹھے ہوئے بھی میں اُن کی ادھر نظر بھی ہے

بڑھ کے مقدار آزماء سمجھی ہے سنگ در بھی ہے

گناہوں کی دلدل سے اگر آدمی نکل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نجومت سے اگر اس کو نجات عطا ہو جاتی ہے اور اطاعتِ محبوب پاک کی دولتِ عظیمی اگر عطا ہو جاتی ہے تو جیباتِ ختم ہو جاتے ہیں، ہر چیز میں جمالِ محبوب پاک کا مشاہدہ نصیب ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ فرماتے ہیں۔

ہر چیز میں عکس رُخ زیبا نظر آیا۔ عالم مجھے سب جلوہ ہی جلوہ نظر آیا تو جبکہ ایک چیز عکسِ جمالی محبوب پاک ہے، کائنات کی ایک ایک شی تخلی ہی تخلی ہے تو آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پھر کس قدر مظہر تخلیاتِ الہی ہو گی! دوستو! ایک ورق بھی

دفترِ معرفتِ کردگار ہے۔

ہر درقے دفتریست معرفتِ کردگار

برگِ درختان شجر در نظرِ ہوشیار

درختوں کا ہر ورق، ہر پتہ محبوب پاک کی معرفت کا دفتر ہے، ایک ایک پتہ دفترِ معرفتِ
محبوب پاک ہے، پھر اولیاء اللہ کی ذات کا کیا حال ہوتا ہے۔ ایک ایک چیز جبکہ عکسِ
جمالِ محبوب پاک ہے اور عکاسیِ جمالِ محبوب پاک ہے، تخلیٰ اور تخلیٰ ہے تو پھر اولیاء اللہ کی
کیاشان ہوتی ہے! اسی لئے مولا نارومی عَلَيْهِ السَّلَامُ شمس الدین تبریزی عَلَيْهِ السَّلَامُ کے بارے میں
فرماتے تھے۔

شمس تبریزی کہ نورِ مطلق است

آفتاب است و ز انوارِ حق است

کسی ولی اللہ کو نورِ مطلق کہنے پر اعتراض اور اس کا مدل جواب

نورِ مطلق سے یہاں مراد نورِ کامل ہے، یعنی اللہ کے یہ ولیٰ کامل سراپا نور ہی نور ہیں۔ حدیثِ پاک میں دعا سکھائی گئی ہے کہ وَاجْعَلْنِي نُورًا، اے اللہ گل کا گل مجھے نور ہی نور بنادیجھے۔ بعض لوگوں نے کہا یہ شعر ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، اس لئے اس کی کچھ تشریح آج عرض کئے دیتا ہوں۔ میرے دوستو! نور کی دو قسمیں ہیں، ایک ہے نورِ ذاتی جو اللہ تعالیٰ کا نور ہوتا ہے اور ایک ہے نورِ مخلوق، اللہ تعالیٰ کسی کو نور عطا فرماتے ہیں، یہ نورِ مخلوق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورًّا نَبِيِّكَ مِنْ نُورٍ))

(مواهب اللدنیۃ: (المکتبۃ التوفیقیۃ، القاهرۃ)، جزء اص ۳۸ / نشر الطیب)

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اپنے نور سے۔

((أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورٌ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ))

(کشف الخفاء و مزيل الالباس: (المکتبۃ العصریۃ)، جزء اص ۳۰۲)

اے جابر! سب سے پہلے اللہ نے جس کو پیدا فرمایا وہ تیرے نبی کا نور ہے۔
لہذا نورِ مطلق کہنے کا حاصل یہ ہے کہ وہ ظلمات سے بالکل پاک ہیں، ظلمت کا کوئی اثر
ان کے اندر رہا بھی نہیں ہے، انوار ہی انوار سے بالکل منور ہیں۔ واه وادا وادا!

شش تبریزی کہ نورِ مطلق است

اور مطلق کی شرح کیا ہے؟ ایک تو مطلق ہے اور اس کے برعکس مقید ہے، مطلق اور مقید۔
آپ لوگوں نے اگر مدرسہ میں پڑھا ہے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ فعلِ ماضی کی چھ قسمیں ہیں:
۱۔ ماضی مطلق، مطلق نہیں، ماضی مُطلق ۲۔ ماضی تمنائی ۳۔ ماضی قریب ۴۔ ماضی بعد
۵۔ ماضی احتمالی، احتمالی کو ماضی شکنی بھی کہتے ہیں ۶۔ ماضی استمراری۔ تو دیکھو ایک ماضی قید
استمرار کے ساتھ مقید ہے، ایک احتمال کی قید کے ساتھ مقید ہے، ایک ماضی بعد کی قید کے
ساتھ مقید ہے، ایک ماضی قرب کی قید کے ساتھ مقید ہے، ایک ماضی تمنا کی قید کے ساتھ
مقید ہے، اور ماضی مطلق جو ہے وہ تمام قیودات سے خالی ہے، مُعَرَّا ہے، اس میں نہ یہ
قید ہے نہ وہ قید ہے، ہر قید سے وہ مُعَرَّا ہے، مبراہے۔

تو خلقِ خدا جو ہے، دنیا کے جو عاصی انسان ہیں یہ سب قیوداتِ ظلمات سے
مقید ہیں، قیوداتِ نفسانیہ کے ساتھ مقید ہیں، اور نورِ مطلق کے معنی ظلماتِ نفسانیہ سے
بالکل مُعَرَّا ہے، مبراہے، معاصی کے اندر ہیرے اور پلیدگی سے بالکل پاک و صاف ہے۔
لہذا نورِ مطلق سے مراد نورِ کامل ہے، ایسا نور کہ اس میں ظلمت کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔
اب تو اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں رہی، جیسے کسی ولی کامل کے لئے یہ کہنا کہ وہ سراپا
تجلیاتِ حق ہیں۔ تجلی کا معنی حضرت حکیم الامت نے ”اللکشوف“ میں لکھا ہے ظہورِ نورِ حق،
جیسے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: فَلَمَّا تَجَلَّ رَبُّهُ لِلْجَنَّاتِ (سورۃ الاعراف: آیۃ ۱۲۳) پہاڑ پر
اللہ تعالیٰ نے اپنے جمال کا ظہور فرمایا، تجلی کے معنی تجلی فرمائی، ظہور فرمایا۔ لہذا کسی کا کسی
اللہ والے کے لئے یہ کہنا کہ وہ سراپا تجلیاتِ حق ہیں، اس کا مطلب یہ ہے ان کے اندر
اللہ تعالیٰ کے نور کا ظہور ہوا ہے، ان کی نگاہوں میں، ان کی زبان میں، ان کے ہاتھوں میں،

ان کے اعضاء و جوارح میں، ان کے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کے انوار ہی انوار کا ظہور ہے۔ اس میں بھی کوئی اشکال کی بات نہیں ہے کیونکہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((فَكُنْتُ سَمِعَةً لِّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرًا لِّذِي يُبَصَّرُ بِهِ وَيَدًا لِّتَقْبَطُشُ بِهَا وَرِجْلًا لِّتَمْشِيَ بِهَا . وَزَادَ عَبْدُ الْوَاحِدِ فِي رِوَايَتِهِ كَذَافِ الْفَتْحِ وَلِسَانَةُ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ .

فتح الباری: ج ۱۲ ص ۲۹۳))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب التواضع، ج ۲ ص ۹۶۳)

جس کا حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں جس کو میں اپنا محبوب بنالیتا ہوں، ان کی نگاہوں میں میرا نور ہوتا ہے، ان کے کانوں میں میرا نور ہوتا ہے اور ان کی گفتار میں میرا نور ہوتا ہے، ان کی رفقار میں، ان کے اعضاء و جوارح میں، ان کی چال ڈھال میں میرا نور ہوتا ہے۔ تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ تجب کی کیا بات ہے؟ یہ تو قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

﴿وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْبَثِنُ بِهِ فِي النَّاسِ﴾

(سورۃ الانعام: آیہ ۱۲۲)

ترجمہ: اور ہم اس کو ایک نور عطا فرماتے ہیں جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے۔
یعنی جو میرا ہوتا ہے تو وہ دنیا میں جہاں بھی جاتا ہے، ان کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے جو میں ان کو عطا کرتا ہوں، ہمیشہ ہر جگہ ایک نور ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے
رُوئے زمیں کو کوچے جاناں کئے ہوئے
دل میں محبوب پاک کا نور جب ہمیشہ ہوتا ہے تو وہ ہر وقت باخدار ہتے ہیں، کبھی اللہ سے غافل نہیں ہوتے۔

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعد آپ سے غافل نہیں

ہر وقت ان کے قلب کے اندر نورِ محبوب پاک ہوتا ہے، ان کے اعضاء و جوارح اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے بالکل تابع ہوتے ہیں، اور جب اعضاء و جوارح کو یہ دولت عطا ہوتی ہے کہ تابعِ فرائیں محبوب پاک ہمہ وقت یہ اعضاء و جوارح رہتے ہیں یہ انوار میں غرق رہتے ہیں کیونکہ اس کے تمام اعمال و احوالِ ظاہرہ کا اثر اس کے باطن پر ہوتا ہے جو کہ نور ہی نور ہوتا ہے، اور اُس باطن کا اثر بھی ظاہر پر ہوتا ہے کہ قلب میں انوار ہی انوار ہوتے ہیں، اس کا ظہور بھی ان کی پیشانی اور رخسار پر ہوتا ہے۔ یہ بھی قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا سیماً هُمْ فِي وُجُوهِهِمْ کہ ان کے چہروں میں ہمارے انوار ہوتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ اہل اللہ پر نور کا ظہور تو ہوتا ہے، اسی ظہور نورِ حق کو تجلی کہتے ہیں۔

عظمتِ کعبہ اور عظمتِ مؤمن کامل کا مقام

اور سننے! ہمارے حاجی صاحب عَلَيْهِ السَّلَامُ نے فرمایا کہ حقیقتِ کعبہ تجلیاتِ الہیہ ہے، کعبہ کی حقیقت کیا ہے؟ یہ تجلیاتِ الہیہ ہے۔

کعبہ را ہر دم تجلی می فروود

آں ز اخلاصات ابراہیم بود

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ کے اخلاص کی برکت سے ہمہ وقت کعبہ پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ بات سمجھ میں آئی دوستو!

اب کعبہ کی حقیقت تجلیاتِ الہیہ ہے، اس کو ذہن میں رکھئے اور سننے کے حضور

سرورِ عالم عَلَيْهِ السَّلَامُ کعبہ محترم و معظم کو خطاب کر کے کیا فرمارہے ہیں:

((مَا أَطْبَبَكُمْ وَأَطْبَبَ رِيحَكُمْ مَا أَعْظَمَكُمْ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكُمْ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ

يُبَدِّلُ كَرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ كَرْمَةً مِنْكُمْ))

(سنن ابن ماجہ: (قدیسی)، کتاب الفتن، باب حرمة دم المؤمن و ماله: ص ۲۸۲)

آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے کعبہ کو خطاب کر کے فرمایا اے کعبہ! تو کس قدر پاکیزہ ہے! کیا ہی تو خوشبودار ہے! کتنا ہی تو عظیم الشان ہے! کیا ہی بڑا تیر ا مقامِ حرمت و شرف ہے، تیرا بہت

زبردست رتبہ ہے، لیکن قسم بخدا! میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایک مؤمن کامل کارتہ تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے، ایک مؤمن کامل تجھ سے اعظم ہے۔

تو مؤمن کامل تو وہی ہیں جو اللہ کے ولی ہوتے ہیں، ان کے بارے میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مؤمن کامل کارتہ کعبہ سے بڑھ کر ہے، اے کعبہ! وہ تجھ سے بھی عظیم المرتبہ ہیں۔ تو حقیقتِ کعبہ جب تجلیاتِ الہیہ ہے تو یہ مؤمن کامل تو اس سے بڑھ کر تجلیات اور جلوہ گاہِ محبوب پا کر ہوا کہ نہیں؟ باتِ سمجھ میں آتی ہے میرے دوستو! معلوم ہوا کہ اہل اللہ پر تجلیاتِ الہیہ کا نزول ہر وقت ہوتا ہی رہتا ہے، اس لئے اہل اللہ یعنی اولیاء کا ملین درحقیقتِ تجلیاتِ حق ہیں۔

اسی لئے ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ حقیقتِ شیخِ تحلیٰ حق ہے۔ یہاں شیخ سے مراد مطلق خلیفہ کسی بزرگ کا ہونا نہیں ہے، وہ شخص مراد نہیں ہے جس کو خلافتِ تولیٰ مگر اب تک اپنی اصلاح نہیں کرائی، اب تک عیوب سے پوری طرح اصلاح و تزکیہ حاصل نہیں ہوا، یہ خلیفہ تو ہے، شیخ تو ہے، لیکن شیخ کامل نہیں ہے۔ تو یہاں حقیقتِ شیخ سے مراد صرف شیخ نہیں، بلکہ یہاں شیخ سے مراد وہ شیخ کامل ہے جو عارف باللہ بھی ہے، واحصل الی الحق بھی ہے، کیونکہ جو حاملِ علمات ہے تو وہ حاملِ تحلیٰ حق کیسے بن جاوے؟ جس کے اندر اب تک غیبت کی عادت ہو یا کوئی بھی خلافِ شرع کام کی عادت ہو تو پھر وہ تحلیٰ حق کیسے ہو جاوے؟

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے آجکل اکثر مشائخ کی مجالسیں غیبت سے خالی نہیں ہیں، لہذا جس کے یہاں جب غیبتِ حرام کی مجلس ہے تو وہ شیخِ تحلیٰ حق کیسے بن جاوے گا؟ اب بات واضح ہو گئی، فرمایا کہ نورِ فہم کسی شیخ کی صحبت کے بدون حاصل نہیں ہوتا تو یہاں شیخ سے مراد وہی شیخ ہے جو فانی فی اللہ ہے اور باقی باللہ ہے۔ مطلق شیخ یہاں مراد نہیں ہے۔

تو فرمایا کہ حقیقتِ شیخِ تحلیٰ حق ہے، شیخ کامل کی حقیقت یہ ہے کہ بالکل مقتنی ہے، قیمعِ سنت و شریعت ہے اور وہ سراپا تحلیٰ حق ہے، اللہ تعالیٰ کے انوار کا ان کی ذات میں

ظہور ہی ظہور ہے، ان کے اعضاء میں، ان کے جوارج میں، ان کے اعمال میں، ان کے افعال میں، ان کے احوال میں، ان کی حرکات میں، ان کے سکنات میں اللہ تعالیٰ کے انوار کا ظہور ہی ظہور ہے۔ اسی کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

نورِ درِ یعنی و لیسر و تخت و نوق

برِ سرم برِ گردنم مانندِ طوق

میرے دائیں بائیں، آگے پیچے، ہر طرف اللہ کا نور ہی نور ہے، مولانا رومی فرماتے ہیں
کہ میرے ہاں انوارِ الہیہ کا ظہور ہی ظہور ہے۔

نورِ مطلق بقولِ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور بقولِ مولانا قاسم نانوتی رحمۃ اللہ علیہ
تو یہ حضرات مظاہر انوارِ الہیہ ہوتے ہیں، جلوہ گاہ انوارِ حق ہوتے ہیں، جلوہ گاہ
انوارِ محبوب حقیقی ہوتے ہیں۔

شمسِ تمیزی کہ نورِ مطلق است

آفتاب است و ز انوارِ حق است

شمسِ تمیزی آفتاب نورِ حق ہیں، کیا مطلب؟ آفتاب جب روشن ہوتا ہے تو
جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

یا آفتاب حق ہیں، ان کے سامنے پوری دنیا ایسی ہے کہ بالکل سب گم ہیں، سب ختم ہیں۔
یہ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو کیا اب مولانا رومی کے کلام پر اعتراض کرو گے میرے
دوستو؟ اور جنتہ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شہ نورِ محمد نورِ مطلق

امامِ اولیاء صدیقِ برحق

حضرت میاں جی نور محمد جمیع ناموی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جنتہ الاسلام حضرت مولانا قاسم
نانوتی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے کہ ہمارے میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نورِ مطلق ہیں۔ تو دوستو! کیا

جنتِ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی کے کلام پر اعتراض ہو سکتا ہے کسی عالمِ دین کو؟ بتائیے! یہاں جو حضرت نانوتویؒ نے نورِ مطلق فرمایا، اس سے کیا مراد ہے؟ وہی مراد ہے جو بھی بتایا کہ یہ حضرات سراپا انوارِ شریعت سے منور ہیں، انوارِ دین سے منور ہیں، انوارِ اتابع سنت سے منور ہیں، انوارِ سنت سے منور ہیں، انوارِ ذکر اللہ سے منور ہیں، انوارِ محبتِ الہیہ سے منور ہیں، انوارِ خشیتِ الہیہ سے منور ہیں، انوارِ عبدیت سے اور انوارِ فناستیت سے منور ہیں، اور انوارِ بقابل اللہ سے منور ہیں، یہ مطلب ہے میرے دوستو! آہ کیا بات فرمائی، شہ نور محمد نورِ مطلق۔ امام اولیاء صدیق برحق۔ بیشمار اولیاء اللہ کے امام ہیں میاں جی نور محمد جھنچھا نوی ﷺ اور مرتبہ صدیقیت پر فائز ہیں۔

حضرت میاں جی نور محمد جھنچھا نوی ﷺ کا الہام غیبی

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں حضرت میاں جی صاحب ﷺ فرماتے تھے کہ میر انور میرے مرنے کے بعد پھیلے گا، یہ نہیں فرمایا کہ ظاہر ہو گا بلکہ فرمایا کہ میر انور میرے مرنے کے بعد پھیلے گا۔ اللہ اکبر! ایسا جملہ الہام الہی کے بغیر زبان سے ظاہر نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر بغیر الہام کے آدمی خود سے ایسی بات کہتا ہے تو یہ دعویٰ ہے، اور اہل اللہ دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟ وہ دعویٰ سے پاک و صاف ہوتے ہیں، جن کے پاس لا الہ الا اللہ کامل ہو وہ دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟ وہ دعویٰ سے پاک و صاف ہوتے ہیں، اہل اللہ سراپا عبدیت ہی عبدیت ہوتے ہیں، تو جب عبدیت ہوتی ہے تو فناستیت کا ملمہ ہے۔ دعویٰ اور عبدیت میں تنافی ہے، دعویٰ اور عبدیت میں منافات ہے، تصادم ہے، لہذا حضرت میاں جی کا یہ فرمان دعویٰ نہیں ہو سکتا، جب دعویٰ نہیں ہے تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ میر انور میرے مرنے کے بعد پھیلے گا یعنی اللہ تعالیٰ خود پھیلادیں گے۔ لیکن قلب کے اندر جیسا وہ جملہ الہامی عطا ہوتا ہے اہل اللہ زبان سے اس میں تغیر و تبدیل کو خلاف ادب سمجھتے ہیں۔ الہام کا یہ ادب مشائخ طریق نے لکھا ہے کہ الہام میں جو لفاظ آتے ہیں، اس کو بدلتا نہیں چاہئے، یہ ادب کے خلاف ہے، گویا کہ عطا ہے حق میں تم نے تصرف کیا، جو

من جانب اللہ عطا شدہ جملہ ہے، اس میں تم نے تصرف کیا اور تغیریکی، اس میں تم نے اپنا ہاتھ ڈالا، اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے اہل اللہ کے کلام میں بھی جہاں تک ہو سکے تصرف نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ان کے الفاظ یاد نہیں ہیں، عبارت یاد نہیں ہے تو مضمون بتا دے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن خود سے قصد اہل اللہ کے کلام میں تصرف نہیں کرنا چاہئے کیونکہ وہ الفاظ ملکہم من اللہ ہوتے ہیں، وہ الہامی بتیں ہوتی ہیں۔

حضرت میاں جی نور محمد جعجھانوی عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ کی بشارت کاظہور

بہر حال! تو میاں جی نور محمد صاحب جعجھانوی عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ فرماتے ہیں کہ میر انور میرے مرنے کے بعد پھیلے گا۔ اب پھیلا کیسے؟ یہ بھی دیکھنا چاہئے۔ دین کے اس نور کے ظہور کیوضاحت سنتے جائیے۔ دیکھئے! حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ مجدد تھے، ان سے اللہ تعالیٰ نے وہ کام لیا کہ دین کامل کی شرح کامل کا کام لیا۔ دین کے جتنے شعبے ہیں ہر شعبے میں تجدیدی خدمات حضرت حکیم الامت کی ہیں، اور تجدیدی خدمات کے لئے علم شریعت لازمی ہے۔ علم شریعت اور علم نبوت کے بغیر خدمات تجدیدی کا انجام دینا محال ہے، ہرگز نہیں ہو سکتا۔ نعوذ باللہ کیا جہالت کی باتوں سے تجدید دین کا کام کیا جائے گا؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ تو اللہ تعالیٰ جس کو دین پاک کے لئے آپ سَلَّمَ وَآلَّهُ طَيِّبُهُمْ کے بعد دین کے مجدد جیسے شرف کا عہدہ عطا فرماتے ہیں تو ان کو علوم شریعت سے بھی نوازتے ہیں، قرآن و حدیث کے علوم سے نوازتے ہیں، قرآن و سنت کی روشنی میں اور شریعت پاک کے علوم کی روشنی میں وہ تجدیدی کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت نور اللہ تعالیٰ مرقدہ سے اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کا وہ کام لیا ہے کہ حضرت حکیم الامت نے خود فرمایا کہ سوال تک کے لئے یہ کافی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کام لیا، بالکل بے دریغ تم اس کی پیروی میں دین پر چلو، دین کا کام کرو، بات سمجھ میں آئی میرے دوستو!

ہمارے حضرت حاجی صاحب عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ نے فرمایا تھا حضرت تھانوی عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ سے جبکہ حضرت حکیم الامت تھانوی کا نپور میں علم حدیث کی خدمات فرماتے تھے، محدث تھے،

حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ میاں اشرف علی! اگر کبھی کانپور سے دل اٹھ جاوے تو پھر ہماری خانقاہ تھانہ بھون میں جا کے بیٹھ جانا، وہاں دین کا کام کرنا۔ حاجی صاحب عَزِيز اللہ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا کہ اچانک کانپور میں حضرت کا دل نہیں لگا اور بعض وجوہ سے حضرت حکیم الامت مدرسہ کانپور سے الگ ہو گئے، پھر خانقاہ تھانہ بھون میں آ کرو ہاں جلوہ افروز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کا جو کام لیا وہ علمائے دین جانتے ہیں، دنیا جانتی ہے۔ مفتی اعظم حضرت مفتی شفیع صاحب عَزِيز اللہ نے حکیم الامت کی خانقاہ تھانہ بھون کے بارے میں فرمایا۔

کبھی یہ جگہ منزل اولیاء تھی
فرشتوں کی محفل تھی نورِ خدا تھی
یہ چھوٹی سی بستی یہ چھوٹی سی مسجد
یہ چھوٹی سی منزل خدا جانے کیا تھی
یہ مسکن تھی اک دن حکیمِ ام کا
ہوا اس کی ہر اک مرض کی دوا تھی
منور ہوا جس سے عالم دوبارہ
مجد کی مجلس تھی نورِ حدیٰ تھی

حضرت حکیم الامت کے قلم و زبان ہدایت کے انوار ہی انوار تھے، کیا کام لیا اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت سے، یہ سب نور حضرت میاں جی نورِ محمد جس بھنا نوی عَزِيز اللہ ہے، یہ سب انوارات میاں جی نورِ محمد صاحب عَزِيز اللہ کے ثمرات ہیں، ان کی آہوں کے اثرات ہیں، ان کی دعاوں کے اثرات ہیں، برکات ہیں، فیوض ہیں، آپ عَلیْہ الْأَمْر نے فرمایا:

((اَكَادْعُوكُمْ اِنِّي اَنْزَلْتُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ))

(کنز العمال: (دارالكتب العلمية)، ج ۲۰، ص ۱۹۱، رقم ۳۵۳۷)

کہ میر اظہور اور میری حیات اور میری زندگی یہ میرے ابا حضرت ابراہیم عَلیْہ السلام کی دعاوں کے ثمرات ہیں۔

تو حضرت میاں جی نور محمد جھنچانوی علیہ السلام کی دعاؤں اور آہوں کے اثرات و برکات و ثمرات ہیں حضرت حکیم الامتؒ کے تجدیدی کارناٹے۔ اسی طرح یہ دارالعلوم دیوبند کا جو ظہور ہوا ہے اور پوری دنیا میں دارالعلوم دیوبند کے ذریعہ سے جو علم نبوت پھیلا ہے، نور نبوت پھیلا ہے یہ سب بھی میاں جی نور محمد جھنچانوی علیہ السلام کے اسی نور کا ظہور ہے، انہی کے نور کے برکات اور اس کے ثمرات کا ظہور ہے جو بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی علیہ السلام کے ذریعہ سے وجود میں آیا ہے، یہ سب مظہر اسی کے ہیں۔
اب بات سمجھ میں آئی کہ جو فرمایا تھا کہ میر انور میرے مرنے کے بعد پھیلے گا۔

سید الطائفہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کیؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حکیم الامت تھانویؒ کی نسبت سے یعنی حضرت میاں جی صاحب علیہ السلام تمام متولین کی نسبت سے پوری دنیا میں جو دین کا کام ہوا اور ہورتا ہے یہ میاں جی صاحب علیہ السلام کے نور کا وہی پھیلا ڈھیلے ہے کہ میر انور میرے مرنے کے بعد پھیلے گا۔ ماشاء اللہ! پھیلا تو کیسا پھیلا، کہاں تک پھیلا، دارالعلوم دیوبند کے بارے میں حضرت مولانا ریاست علی بجنوری علیہ السلام نے ایک نظم لکھی تھی تو اس میں ایک شعر تھا
یہ شجرہ طیب پھیلا ہے، تا وسعتِ انساں پھیلے گا
اس کو تھوڑی سی ترمیم کر کے میں یہ کہتا ہوں۔

یہ شجرہ نور محمد پھیلا ہے تا قیامت پھیلے گا
ان شاء اللہ تعالیٰ! تا قیامت پھیلے گا، پھیل رہا ہے، پھیلتا رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ!
دیکھا آپ نے ایسے ہے نورِ مطلق۔

شہ نورِ محمد نورِ مطلق امام اولیاء صدیق برحق

حضرت میاں جی نور محمد جھنچانوی علیہ السلام کے خاندان ولایت میں کتنے اولیاء اللہ پیدا ہوئے ہیں اللہ اکبر! حاجی صاحب علیہ السلام، مولانا شیخ محمد تھانوی علیہ السلام، حافظ ضامن شہید علیہ السلام سارے حضرات تو انہی کے نور کے برکات ہیں۔ پھر حجۃ الاسلام مولانا قاسم

نانوتوی عَزِيزَ اللَّهِ، حضرت مولانا شیدا حمد گنگوہی عَزِيزَ اللَّهِ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی
قہانوی عَزِيزَ اللَّهِ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن عَزِيزَ اللَّهِ، حضرت مولانا خلیل احمد سہار پوری
عَزِيزَ اللَّهِ اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی عَزِيزَ اللَّهِ، علامہ شبیر احمد عثمانی عَزِيزَ اللَّهِ، علامہ ظفر احمد
عثمانی عَزِيزَ اللَّهِ، مفتی شیخ صاحب عَزِيزَ اللَّهِ یہ سارے اکابر دین میاں جی نور محمد صاحب عَزِيزَ اللَّهِ
کے نور کاظھور ہیں، ان سارے اکابر دین کا وجود اور زندگی یہ میاں جی نور محمد صاحب عَزِيزَ اللَّهِ
کے نور کاظھور ہے میرے دوستو! یہ حضرات جو اللہ تعالیٰ کی محبت والے تھے، عشقِ الہی
والے تھے، اتباعِ شریعت والے تھے، اتباعِ سنت والے تھے اور دین کی خدمات میں
مشغول تھے، دین پر فدا تھے، یہ سب میاں جی صاحب عَزِيزَ اللَّهِ ہی کی دعاوں کی بركات ہیں،
آہوں کی بركات ہیں اور ان کے مجاہدات کی قبولیت کے ثمرات ہیں۔

تو کسی کامل ولی اللہ کے بارے میں اگر کہا جاوے کہ وہ سراپا تجلیات حق ہیں،
اس میں کوئی بھی اشکال کی بات کیا اب بھی باقی رہتی ہے میرے دوستو؟ اگرچھوڑوں پر کوئی
اشکال ہوا تو ہو سکتا ہے لیکن ان اکابر دین پر، ان بڑوں پر کیا کوئی اشکال و اعتراض
ہو سکتا ہے؟ یہ حضرات تو قرآن و سنت کے علوم کے بہرے بے کراں تھے، سمندر تھے،
بے کنار سمندر تھے اور یہ سب حضرات تو شرح دین تھے، ان کی تقریرات، ان کی باتیں
یہ سب دین کی تشریحات تھیں۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب الآبادی عَزِيزَ اللَّهِ نے فرمایا۔

کسی نے اپنے بے پایاں کرم سے

مجھے خود کر دیا روح المعانی

تو ہمارے یہ حضرات مولانا نانوتوی عَزِيزَ اللَّهِ، مولانا شیدا حمد گنگوہی عَزِيزَ اللَّهِ اور حضرت
حکیم الامت قہانوی عَزِيزَ اللَّهِ یہ سب حضرات کیا تھے؟ یہ مجسم روح المعانی تھے۔

ایمان کی حقیقت محبتِ الہی ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ایمان کی حقیقت ہے اللہ کی محبت۔ اور جب محبت

ہو جاتی ہے تو محبوب کو ناراض نہیں رکھ سکتا، اس کو مناۓ بغیر چین نہیں آتا۔

جب دل ہی لگا بیٹھے ہر ناز اُٹھانا ہے
سو بار اگر رُوٹھیں سو بار منانا ہے
کیا شعر ہے میرے دستو! رُوٹھیں اور منانا، کتنا پیار الفاظ ہے، جو سو بار رُوٹھیں تو سو بار منانا ہے،
واہ! واہ! اس میں کس درجہ کا عشق ہے، کیسی محبت کی بات ہے، اور کس طرح تسلیم و
رضا کی بات ہے کہ ہم سو جان سے اپنے محبوب پاک پرفدا، ہی رہیں گے، رُوٹھیں تو ان کو
منائیں گے کہ غلطی ہو گئی، معاف کر دیجئے، روئیں گے، معافی مانگیں گے۔

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاوں گا
ان کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا
منانا ہے ان کو، بار بار التجا کرنی ہے، گڑ گڑ آگڑا کر معافی مانگنی ہے۔
ٹو ہو کسی بھی حال میں مولی سے لو لگائے جا
قدرتِ ذوالجلال میں کیا نہیں گڑ گڑائے جا
کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تری نظر
ٹو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا
سبحان اللہ! میرے مولیٰ فضل فرمادیجئے، کرم فرمادیجئے، معاف فرمادیجئے، ہم سب کو
اپنا بنا لیجئے، اور پر دے بالکل ہنادیجئے، ختم فرمادیجئے۔
سب ہوں حجاب برطرف دیکھوں تھجی کو ہر طرف
پر دے یوں ہی اُٹھائے جا جلوے یوں ہی دکھائے جا
تو میرے دستو! ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ تقویٰ کے ساتھ جینا ہے،
تقویٰ کے ساتھ دیکھنا ہے، تقویٰ کے ساتھ بولنا ہے، تقویٰ کے ساتھ پکڑنا ہے، تقویٰ کے
ساتھ پاؤں رکھنا ہے، تقویٰ کے ساتھ قدم اُٹھانا ہے، تقویٰ کے ساتھ بات کرنا ہے،

تقویٰ کے ساتھ خاموش رہنا ہے، ہماری تمام حرکات و سکنات تقویٰ کے ساتھ ہوں،
تقویٰ کے ساتھ خلوت ہو، تقویٰ کے ساتھ جلوت ہو، بس اللہ تعالیٰ کی مرضی اور خوشیوں
کے ساتھ زندگی ہو۔

جو ان کی خوشی ہے وہی اپنی بھی خوشی ہے

جا دل تجھے چھوڑا کہ جدھر وہ ہیں اُدھر ہم

اصلی پاسِ انفاس کیا ہے؟ عظیم الشان یادِ محبوب پاک

بات سمجھ میں آگئی میرے دوستو! اور ہاں یہ کہ تقویٰ کا وہ مقام ہمیں حاصل ہو کہ
ذکرِ پاسِ انفاس کی حقیقت حاصل ہو جاوے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت فرماتے تھے
پاسِ انفاس کیا ہے؟ نفس یہ عربی ہے، اس کے معنی ہیں سانس، اس کی جمع ہے انفاس، تو
انفاس کے معنی ”ہر سانس“ اور پاس کے معنی ہیں ”نگرانی، رعایت، لحاظ“۔ ”پاسِ انفاس“
یعنی ہر سانس کی نگرانی رکھو کہ محبوب پاک کی رضاکار مطابق ہے کہ نہیں؟ اس کے خلاف
بالکل نہ ہو، لمحہ بھر کے لئے بھی نہ ہو، لمحہ بھر کے لئے بھی محبوب پاک کی رضامندی کے خلاف
کوئی بھی حرکت صادر نہ ہو، یہ اصلی پاسِ انفاس ہے جو کہ عظیم الشان یادِ محبوب پاک ہے۔
کسی کو اگر ظاہری، اصطلاحی پاسِ انفاس حاصل نہیں بھی ہے لیکن حقیقی پاسِ
انفاس اس کو حاصل ہو کہ ہر لمحے اپنے نفس پر کڑی نگرانی رکھتا ہے، ہر نفس اتباع شریعت
کے ساتھ زندگی ہو، اس میں یہ کامل ہے اور کامیاب ہے، پھر تو ایسے لوگ بالکل اللہ کے
ولی ہیں اور جنت الفردوس ان کے لئے منتظر ہے۔ اب کیا ہے کہ ہر سانس میں ذکر تو
جاری ہے لیکن اگر اپنے نفس پر کڑی نگرانی نہیں رکھتا، بد رہا ہی اگر کرتا ہے یا اور کسی گناہ میں
ملؤٹ ہے، تو یہ ظاہری ذکرِ پاسِ انفاس اس کو کامیاب نہیں کر سکتا۔

اللہ کے راستے کا سب سے بڑا شمن نفس ہے

اللہ کی محبت کے راستے میں بڑا شمن نفس ہے، نفس کا غلام ولی اللہ نہیں بن سکتا،

اللہ کی محبت اور ولایت کے حصول کے لئے نفس کی شرارت سے پچنا ضروری ہے اور یہ

دُمِن ایسا ہے کہ موت تک ساتھ لگا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان سے بھی بڑھ کر ہے یہ دُمِن، اس لئے اولیائے کرام ہمیشہ اپنے نفس سے ڈرتے تھے، کہیں یہ ڈس نہ لے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت علیہ السلام کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن مخدوم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

نفس کا اٹھدا دلا دیکھ ابھی مرا نہیں
غافل ادھر ہوا نہیں اس نے ادھر ڈسا نہیں

ذرا سی غفلت ہو گئی تو نفس ڈس لیتا ہے، غیبت میں بنتا کر دیتا ہے، بد نظری میں بنتا کر دیتا ہے یا بد گمانی میں بنتا کر دیتا ہے، یا اور کوئی بدترین گناہ میں بنتا کر دیتا ہے۔

سالک جس نے اللہ کی طرف چلنے کا عزم مصمم کیا کہ مجھے تو اللہ تک پہنچتا ہے، اللہ کو راضی کرنا ہے، اللہ کا مقرب بننا ہے، اللہ کا دیوانہ بننا ہے، اور اسی راستے پر وہ گامزن ہے، اسی راستے پر دن رات وہ چل رہا ہے، اسی فکر میں ہے، اسی دھن میں ہے، یہی دھیان ہے اس کے دل میں اور اس کے لئے ہر ممکن وہ کوشش بھی کرتا ہے، لیکن یہ ہے کہ نفس کی شرارت کی وجہ سے کسی وقت اچانک پھسل جاتا ہے۔ ایسے موقع پر لازم تو یہی ہے کہ دیر نہ کرے، فوراً توبہ کر لے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے، گڑگڑا کر رونے، گڑگڑا کر معافی مانگے، جو گڑگڑا تا ہے اور وہ تو اللہ تعالیٰ کو اس پر رحم آ جاتا ہے اور فضل فرمادیتے ہیں۔ گنگہار بندے کے آنسو کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ آنسو بہانا ایسا عمل ہے کہ میرے شیخ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جو گرے ادھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے
تو چمک اٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا
رو رو کر بے شمار بندے اللہ تک پہنچ گئے ہیں۔

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے
اے سیل اشک ٹو ہی بہادے ادھر مجھے
رونا مالک تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند آتا ہے، مولا ناروی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رونا میرے

محبوب پاک کو اتنا پسند ہے کہ

اے دریغاِ اشکِ من دریا بودے
تا ثارِ دلبرے زیبا شدے
اگر سمندر کا سمندر رونے کی توفیق ہوتی تو ہم اپنے محبوب کو خوش کرنے کے لئے اتنا روتے۔

شرعی پرداہ اور نامحرم عورتوں اور امراد سے احتیاط کا حکم

بہر حال تو میرے دوستو! نفس کی شرارت سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہئے۔

حضرت حکیم الامت مجدد المحدث مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ بدنظری بہت مشکل گناہ ہے، خطرناک گناہ ہے، اور فرمایا کہ میرے علم میں ہزار آدمی کے اندر ایک آدمی کا مانا مشکل ہے جو بدنظری کے اس لعنتی گناہ سے بچتا ہو۔ اور فرمایا کہ عوام کا کام کیا کہنا، دیندار لوگ بھی اس گناہ سے نہیں بچتے۔ انتہی۔ آج کیا ہے کہ بڑے عالم ہیں، بڑے شیخ الحدیث ہیں، بہت تہجد گزار ہیں، بہت حج و عمرہ انہوں نے کیا ہے، لیکن بدنظری کے گناہ سے بچنے کی اب تک توفیق نہیں ہوئی۔

بعض وقت یا اکثر اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ اکثر لوگ شرماتے ہیں کہ مجھی!

ایک آدمی وہ اگرچہ امرد ہے، بے ریش ہے، حسین ہے، لیکن اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھادیا، اب ہم بڑھے ہیں یا لوگ ہمیں بزرگ سمجھتے ہیں، اب ہم مصافحہ نہ کریں تو اس کا دل دُکھے گا، بیچارہ دل میں کیا کہے گا، ایسے کچھ عوارض کی وجہ سے آدمی مصافحہ کر لیتا ہے یا اس کو دیکھ لیتا ہے کہ اگر نہیں دیکھیں گے تو وہ امرد کیا سوچے گا۔ میرے دوستو! خدا کی قسم اللہ ہی کی مرضی پر، اللہ ہی کی رضا پر نظر رہنا ضروری ہے۔ اللہ کی خوشی کو منظر رکھنا چاہئے۔

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہئے
پیشِ نظر تو مرضی جانانہ چاہئے
پھر اس نظر سے جانچ کے ٹوکر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہئے

علامہ ابن عابدین شامیؒ نے فتاویٰ شامی میں لکھا ہے کہ بے ریش لڑکوں سے پر ہیز کرنا تینوں طریقے سے ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ فعلِ حرام سے بچنا یہ تو ہے ہی، ۲۔ اور یہ ہے کہ مصالحہ سے بھی بچنا، ۳۔ اور ان کی طرف نظر کرنے سے بھی بچنا۔ فقہائے کرام نے آماد کے بارے میں یہ خاص مضمون لکھا ہے کہ سر سے لے کر پاؤں تک کہیں بھی ان کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے، ان سے نظر کی حفاظت ضروری ہے۔

اس کے علاوہ ناحرم خواتین سے پر دہ کرنا بھی ضروری ہے، گھروں میں شرعی پردے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ مجی السنه حضرت مولانا شاہ ابرار الحنفی صاحبؒ نے ڈھاکہ میں علماء اور صالحین کے بڑے اجتماع میں فرمایا تھا کہ افسوس ہے! آج کل بہت سے علماء کے گھروں میں بھی شرعی پردہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور بیدار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ مسلمان کی قوت تو ایمان سے ہے، اسلام سے ہے، تقویٰ سے ہے، اللہ کی محبت اور خشیت سے ہے، تعلقِ مع اللہ سے ہے، جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ اچھا تعلق نہ رہا تو پھر وہ قوتِ ایمانی کہاں سے آئے گی؟

رستمِ خفتہ ہے تو کس بل نہیں ہے کم ترا

جائے کی دیر ہے پھر ہے وہی دم خم ترا

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ﴾

(سورۃآل عمرن: آیۃ ۱۳۹)

ہر جگہ تم ہی اوپنچ رہو گے اگر تم سچے ایماندار ہو، کامل ایماندار ہو۔ یہاں ایمان سے مراد ایمان اور اسلام دونوں ہیں۔ اگر کہیں صرف ایمان کا ذکر آتا ہے تو اس میں اسلام اور عمل بھی شامل ہوتا ہے، اور اگر کہیں صرف اسلام کا ذکر آتا ہے تو وہاں اسلام کے ساتھ ایمان بھی شامل ہے، علمائے دین نے اس قاعدے کو بیان فرمایا ہے تو **أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ** تمہاری ہی جیت ہو گی، تم ہی کامیاب رہو گے، تم ہی اوپر رہو گے، ان **كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ** اگر تم ایمان کے ساتھ رہو، ایمانی زندگی کے ساتھ رہو۔ تو ایمانی زندگی یہی ہے کہ جس ذات پر ایمان

لائے ہو، اب انہی کا ہو کر رہنا ہے۔

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہی کا انہی کا ہوا جا رہا ہوں
تو حید تو یہ ہے کہ بُس خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

ترکیبِ نفس میں ہمت کا شرہ اور احتیاجِ فضل و رحمتِ خداوندی

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمادے، ہمت عطا فرمادے۔ میرے دوستو! ہمت کی بھی دعا مانگنی چاہئے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے ہمت کے بغیر اس راستے میں کامیابی نہیں ہے، ہمت کرو۔ کسی نے لکھا کہ بذریعہ کی سخت ترین عادت ہے، کسی طرح اس سے پچنا ممکن نہیں ہو رہا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب لکھا کہ ہمت کرو، سوائے ہمت کے کوئی علاج ہمیں نہیں معلوم، ہمت کے علاوہ کوئی بھی علاج نہیں ہے۔ ہمت کے بغیر تو چھپوٹا سا کام بھی نہیں ہوتا اور ہمت کرنے سے بڑے بڑے کام میں بھی کامیابی عطا ہو جاتی ہے۔

اور حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں جہاں بندہ اللہ کے راستے میں ہمت کرتا ہے، وہیں اللہ تعالیٰ کی مدد پہنچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ میرا بندہ کمزور ہے لیکن اس نے ہمت کی تومدکر کے اللہ تعالیٰ اس کی تقویت فرماتے ہیں تاکہ وہ آگے بڑھ سکے۔

قدم یہ خود اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

میری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے

بندہ جب ارادہ کرتا ہے، ہمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو پیار آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرماتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمادیا کہ ہمارے فضل و مہربانی کے بغیر ہمارے راستے پر کوئی چل نہیں سکتا، ہماری طرف آپ نہیں آسکتے، ہم کو آپ نہیں پاسکتے:

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا كُمْ وَرَحْمَةً مَا زَكَرْتُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا﴾

﴿وَلَكِنَّ اللَّهَ يُرِيَّنِي مَنْ يَشَاءُ ط﴾

(سورۃ النور: آیہ ۲۱)

فرمایا کہ میری رحمت اگر شامل حال نہ ہو، میرافضل اور کرم نہ ہو تو تم میں سے کوئی بھی پاکیزہ زندگی والا ہرگز نہیں ہو سکتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں پاک و صاف بنا دیتے ہیں، سبحان اللہ و محمد!

معلوم ہوا کہ جو کچھ دین کا کام کسی سے ہو رہا ہے، اچھا عمل ہو رہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی توفیقات سے ہو رہا ہے، سوائے اس کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے کسی بھی نیک عمل کی توفیق پر شکر گزارہ مٹانا چاہئے، اور زیادہ مٹانا چاہئے۔
شکرِ نعمت ہائے تو چند اس کہ نعمت ہائے تو

عذرِ تقصیرات ما چند اس کہ تقصیرات ما
(اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنا یہ بھی تو ان کا فضل ہے، شکر کرنا بھی ایک نعمت ہے، اس پر بھی شکر واجب ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم سے گناہ ہو گیا تو معافی مانگی، اس معافی مانگنے میں بھی تقصیرات ہیں، ہمارا استغفار خود شرعاً تھا کہ اس نے کیا استغفار کیا۔)

میرے دوستو! اس لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے سامنے اپنے آپ کو بالکل مٹانا چاہئے، نیک عمل کر کے اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے کہ ہم کچھ ہیں، ہم کچھ بھی نہیں ہیں، ہم سے کام تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے لیا ہے۔ کیسی صاف آیت ہے اور بالکل واضح لمعنی آیت پاک ہے کہ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْنَا كُمْ وَرَحْمَةً مَا زَكَرْتُمْ﴾ اگر نہ ان کا فضل ہوتا اور نہ ان کی رحمت تم پر ہوتی مازکی مِنْ كُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا تم میں سے کوئی بھی ہرگز پاک نہ ہو سکتا۔ بتائیے! کسی کو بھی پاک و صاف زندگی، پاکیزہ زندگی بغیر ان کے کرم کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا ایک طرف ہمت کرنا بھی ضروری ہے اور عمل کی توفیق ہو تو شکر کرنا بھی ضروری ہے۔

ہمت منہہ کہ خدمتِ سلطان ہمی کنی
ہمت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

(یہ احسان نہ جتنا وہ کہ تم نے شاہ کی خدمت کی ہے، بلکہ مٹ جاؤ اور شکر گزار رہو کہ شاہ نے تمہیں خدمت کا موقع بخشنا ہے۔)

محاسنِ اسلام کا بیان

اسلام کے اعمال اور اخلاق کے محاسن عجیب و غریب ہیں، ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام کے محاسن کو دیکھ کے دل مست ہو جاتا ہے، اور کہیں نظر اٹھانے کی کوئی گنجائش نہیں، کوئی موقع نہیں کہ اور کسی طرف ایک لمحے کے لئے نظر اٹھائیں کہ فلاں چیز حسین لگتی ہے، اسلام کے سوا کہیں بھی کوئی حسن نظر آئے ایسا ہوئی نہیں سکتا۔

ز فرق تا به قدم ہر کجا کہ می نگرم

کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست

سر سے لے کر پاؤں تک جہاں بھی نظر کھیں تو اسلام کے محاسن اس قدر کھینچتے ہیں کہ بھی !
یہیں فدار ہو، اور کہیں جانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لا الہ الا اللہ میں ایسے محاسن ہیں، لا الہ
اگر دل میں اُتر جائے، غیر اللہ سے دل پاک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات سے
دل متحلّی اور بالکل حسین بن جائے۔ لا الہ الا اللہ میں ایسی تعلیم ہے، غیر اللہ سے بالکل
الگ ہو گیا تو مخلوق کے تمام اثرات سے وہ پاک ہو گیا، منزہ ہو گیا۔ توحید کا حسن اس کے
سینے میں اور اس کی زندگی میں آجائے گا، حسنِ توحید اس کی پوری زندگی پر محیط ہو جائے گا،
یہ ہے لا الہ الا اللہ

لا الہ ہے مقدم کلمہ توحید میں

غیرِ حق جب جائے ہے تب دل میں حق آجائے ہے

اللہ کو پا گیا پھر کیا باقی رہ گیا۔

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

اگر اک ٹو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

لاحول ولا قوة الا بالله كي شرح عظيم

لاحول ولا قوّة الا بالله اس کے تو یہی معنی ہیں، اس میں تو ”سر تسلیم خم“ ہے مزاج یا رہ میں جو آئے، بالکل ہی تسلیم و تفویض کی تعلیم اس میں ہے، لاحول ولا قوّة کے معنی خود حدیث ہی میں فرمائے ہیں:

(لَا حَوْلَ عَنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ إِلَّا بِعِصْمَةِ اللَّهِ وَلَا قُوَّةَ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ إِلَّا بِعَوْنَى اللَّهِ))
 (مرقة المفاتيح : (رشيدية) ، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي ﷺ ، ج ٩ ص ٢٣٦)
 کہ گناہوں سے بچنا ممکن نہیں اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے بغیر اور طاعت پر عمل کرنا یہ بھی
 ممکن نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر۔ اسی لئے سورہ فاتحہ میں حق تعالیٰ نے خود ہی سکھادیا
 کہ یوں کہو ﴿إِنَّا كُنَّا نَعْبُدُ هُمْ أَپَّهُنِي﴾ کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی کی عبادت کرتے
 رہیں گے، رہا یہ کہ آپ کی عبادت کرنے کے لئے توفیقات کی ضرورت ہے، وَإِنَّا كُنَّا
 نَسْتَعِينُ آیہ ہی سے مد بھی مانگتے رہیں گے، سجان اللہ و محمدہ!

میرے دوستو! کیا عجیب تعلیم ہے شریعت پاک کی، قرآن پاک کی، اسلام کی کیسی پیاری تعلیم ہے، یعنی اپنی ذات پر نظر ہو، اس کا کوئی موقع ہی نہیں ہے کیونکہ کام بنانے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ فرمایا کہ:

﴿رَبُّ الْمَسْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكَيْلًا﴾

(سورة المزمل: آية ٩)

وہ مشرق کے بھی رب ہیں اور مغرب کے بھی رب ہیں، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَن کے سوا کوئی معبد
نہیں ہے، فَمَا تَعْبُدُونَ وَكَيْلًا انہی کو اپنا کار ساز بناؤ، دنیا کا کام بنانے والا بھی وہی اللہ ہے
اور آخرت کا کام بنانے والا بھی وہی اللہ ہے۔

کار سازی ما بسازی کاری ما
فکر ما در کاری ما آزاری ما

ہمارا کام بنانے والا ہمارا کام پورا کر دے گا، یہ میں اس میں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں جس فکر کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ان کو خوش رکھنے کی فکر کر دے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے

خوش رہے، وہ ہم سے ناراض نہ ہو، بس اس کی ہمیشہ فکر رکھے۔

کوئی بھی کام کرنے سے پہلے کونسا دھیان و استحضار نافع اور موثر ہے
 ہمارے حضرت حکیم الامت مجدد المحدث مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ
 فرماتے تھے کہ کوئی بھی کام ہوتواں میں یہ فکر رکھے، دل میں یہ دھیان رکھے کہ جو کام ہم
 اس وقت کر رہے ہیں آیا یہ آخرت کے لئے مفید ہے یا مضر؟ آہ! کیا مراقبہ حضرت نے بتایا،
 یہ مراقبہ دائیٰ اور استمراری ہے۔ کوئی بھی کام کرے سوچ کر یہ کام جو ہم کر رہے ہیں، اس سے
 اللہ تعالیٰ خوش بھی ہیں کہ نہیں؟ اللہ تعالیٰ ناراض تو نہیں ہیں؟

وہ راضی ہیں مجھ سے خفا تو نہیں ہیں

یہ خطرہ میرے دل سے کب دور ہوگا

آزادی کے ساتھ بات کرنے کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جو دل میں آئے کہہ لو۔ زبان
 کھولنا، زبان سے کچھ بولنا، اس کے ساتھ یہ استحضار ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس
 بات سے خوش بھی ہیں کہ نہیں؟ چاہے خلوت ہو کہ جلوت ہو، کوئی بھی اگر نہیں سن رہا ہے،
 کوئی بھی اگر وہاں موجود نہیں ہے، کوئی بھی گواہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو سن رہے ہیں بھی!
 اللہ تعالیٰ تود کیکھر ہے ہیں، وہ سئمینج بھیڑ ہیں، وہ سب کچھ سنتے ہیں اور سب کچھ دیکھتے ہیں۔

جو کرتا ہے تو ٹھپپ کے اہلِ جہاں سے

کوئی دیکھتا ہے تجھے آسمان سے

ہمہ وقت مراقبہ، ہمہ وقت دھیان

ہر قدم، ہر لمحہ یہ مراقبہ یہ دھیان اور استحضار ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے
 ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری باتیں سن رہے ہیں۔ قرآن پاک
 میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تعلیم فرمائی ہے کہ اس پر اگر عمل ہو تو گناہوں سے بچنا آسان
 ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر چلنَا آسان ہو جاتا ہے، اور آسانی کے ساتھ آدمی اللہ کا
 ولی بن جاتا ہے: وَهُوَ مَعْكُمْ أَئِنَّ مَا كُنْتُمْ (سورۃ الحدیث: آیۃ ۲۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کلمہ ہے اس بھی رہ جس حال میں بھی رہو، اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور فرمایا کہ: فَإِنَّمَا
تُؤْلُونَ أَفْشَمَ وَجْهَ اللَّهِ (سورۃ البقرۃ: آیۃ ۱۱۵) جدھر بھی رخ کرو واللہ تمہارے سامنے ہے۔
جس طرف بھی رخ کرو ہیں اللہ ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری مواجهت میں ہے۔

اسی لئے سامنے کی طرف تھوکنا بھی مکروہ ہے، منوع ہے، ادب کے خلاف ہے،
کیونکہ مومن کو یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ میرے سامنے ہیں، داکیں طرف تھوکنا
یہ بھی منوع ہے۔ اور قبلے کی طرف تھوکنا بھی منوع ہے، الہذا جب تھوکے تو باکیں طرف
تھوکے اور زمین کی طرف تھوکے، اور انسانوں کے مجمع میں بھی نہ تھوکے، کیونکہ لوگوں کو
گھن آئے گی، ان کو تکلیف پہنچے گی، کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانا یہ بھی تو جائز ہیں ہے۔
اس لئے لوگوں کے درمیان تھوکنا نہیں چاہئے، ایسے موقع پر ایک طرف ہو جائے۔
اسی طرح لوگ جہاں کھانا کھاتے ہیں، اور قریب کھیں ہاتھ دھونے کا بیسیں ہوتا ہے،
وہاں کلی کر رہے ہیں تو آواز کے ساتھ بلغم نکال رہے ہیں کہ کھانے والوں کو گھن آتی ہے،
نفرت ہوتی ہے، ایسا بھی نہیں کرنا چاہئے۔

دعوتِ عشقِ الہی اور رازِ لطفِ حیاتِ عارفین

بات کہاں سے کہاں چلی گئی؟ میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت حکیم الامت
نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ صحابہ نے جو کچھ پایا صحبت رسول اللہ ﷺ سے پایا۔ آنے با
نبوت سے صحابہ کے قلوب میں انوار آتے تھے، آپ ﷺ کو دیکھتے تھے، ساتھ بیٹھتے تھے،
وہ نظریں آپ ﷺ کی ان پر پڑتی تھیں، عنایات ملتی تھیں، شفقتیں ملتی تھیں، معیت
ورفاقت کی دولت عطا ہوتی تھی، آپ ﷺ کے قلبِ اطہر، سینہ انور کی توجہات ان کو
ملتی تھیں۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اولیاء را در درونہا نغمہ ہاست

طالباب را زال حیات بے بہاست

اولیاء اللہ کے سینے میں نغمہ ہوتے ہیں عشقِ الہی کے، ظاہر سے پتا نہیں چلتا، لیکن سینے میں

عشقِ الہی کے نفعے ہوتے ہیں، اور جوان کے پاس طالبین آتے ہیں ان کی برکات سے وہ مظوظ ہوتے ہیں اور منتفع ہوتے ہیں، بے بہاز زندگی ان کو عطا ہوتی ہے، تصور سے بڑھ کر زندگی ان کو من جانب اللہ عطا ہوتی ہے، ولا یت خاصہ ان کو عطا ہو جاتی ہے اس نغمہ باطنی کی برکت سے۔ اور مولانا رومی جیلۃ اللہ فرماتے ہیں۔

عارفان زاند ہر دم آمنوں

کہ گذر کر دند از دریائے خون

اولیاء اللہ کو جو یہ شرف ہے کہ سکون کی زندگی ہے، اطمینان کی زندگی ہے، پُر بہار اور پُر انوار زندگی ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ مجاہدات کے دریائے خون سے گزرے ہیں، اس لئے ان کو ایسی پر سکون زندگی حاصل ہے، اطمینان کی زندگی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت اور اطاعت کے ساتھ ایسی زندگی عطا ہوتی ہے۔

تو ہم سب پکا ارادہ کریں کہ ان شاء اللہ! تقویٰ ہی کے ساتھ زندگی گزارنا ہے، جیسا مامن تقویٰ کے ساتھ ہو، ایسی زندگی ہم بنائیں گے ان شاء اللہ اور ایسی زندگی گزاریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تو فیق عطا فرمائیں اور ہمارے گھر والوں کو، بچوں کو، تمام دوستوں کو، احباب و محبین کو، سب کو یہ نعمت عطا فرمادے۔ ہر کام میں تقویٰ، چال ڈھال میں تقویٰ، اخلاق میں تقویٰ، برتاؤ میں تقویٰ، معاملات میں تقویٰ، گھروں پر تقویٰ، باہر بھی تقویٰ، ہر جگہ تقویٰ ہی تقویٰ کے ساتھ زندگی ہو۔

میرے شیخ جیلۃ اللہ بار بار جو یہ فرماتے تھے کہ زندگی کی ہر سانس اللہ تعالیٰ پر فدا کرو، تو ہر سانس کو فدا کیسے کریں گے؟ تقویٰ کے ساتھ، اتباع شریعت کے ساتھ، اتباع سنت کے ساتھ، اطاعتِ محبوب پاک کے ساتھ، اطاعتِ محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے ساتھ، ہر قسم کے گناہوں سے مکمل دوری اور حفاظت کے ساتھ۔

آنفاس زندگی کے جو اُن پر فدا ہوئے

شمش و قمر بھی سامنے اُن کے گدا ہوئے

یہ اشعارِ محضِ کھڑے ہو کر ترجم سے پڑھنے کی چیزیں نہیں ہیں، ارے یہ زندگی بنانے کی دعوت ہے، اس میں عشقِ الٰہی حاصل کرنے کی دعوت ہے، تقویٰ پر چلنے کی دعوت ہے، اس میں دعوتِ تقویٰ ہے، دعوتِ عشقِ حق ہے، دعوتِ یادِ الٰہی ہے، لہذا اس بیان کا نام ہی رکھ دو ”دعوتِ عشقِ الٰہی“، بس ماشاء اللہ! اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

کسی اللہ والے کے دل میں اپنے لئے جگہ بنالو

بس، اس بیان کی آخری نصیحت کر کے ختم کرتا ہوں کہ اہل اللہ کی صحبت سے مفر نہیں ہے، فرار کا کوئی راستہ میرے دوستو! اخدا کی قسم نہیں ہے۔ ہمارے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب عَزَّوَجَلَّ فرماتے ہیں تعلقِ مع اللہ کی دولت تو انہی اہل اللہ کی صحبت ہی سے عطا ہوتی ہے۔ سمجھ رہے ہیں کہ نہیں؟ یہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب عَزَّوَجَلَّ فرماتے تھے۔

اور میرے دوستو! اہل اللہ کا مقامِ اللہ تعالیٰ کے یہاں اتنا اونچا ہے، ان کی ایسی مقبولیت ہے کہ حضرت حکیم الامت تھانوی عَزَّوَجَلَّ فرماتے ہیں کہ کسی اللہ والے کے دل میں اپنی جگہ بنالو، چاہے چھوٹی سی جگہ بنالو، کسی اہل اللہ کے قلب کے اندر جگہ ہو جانا کامیابی کے لئے کافی ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ملاعی قاری عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِ أَوْلَيَاءِكَمْ فِي كُلِّ وَقْتٍ فَإِذَا رَأَى فِي قُلُوبِهِمْ
لِعْبَدِ مَحَلًا يَنْظُرُ إِلَيْهِ بِاللُّظْفِ))

(مرقاۃ المفاتیح (رشیدیہ)، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، ج ۵ ص ۱۹۱)

اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے قلوب پر نظر فرماتے ہیں کہ ہمارے محبوب کیا چاہتے ہیں، جب کسی بندے کے لئے ان کے دل میں خاصِ محبت دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف خاص نظر کرم فرماتے ہیں۔

تو اس طرح ان کی مرادیں اللہ تعالیٰ پوری فرمادیتے ہیں۔ جن کے لئے وہ دعا کر دیتے ہیں، ان کو کامیابی حاصل ہو جاتی ہے، ان کی زندگی بن جاتی ہے، وہ انسان بن

جاتا ہے۔ جو بے راہ تھے راہ پر آجاتے ہیں، گمراہی سے نکل آتے ہیں، نافرمانی سے نکل آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کی پیاری زندگی، نورانی زندگی ان کو عطا ہو جاتی ہے۔ لہذا اہل اللہ کی معیت بہت ضروری ہے، اہل اللہ کی معیت میں وہی باتیں عطا ہوتی ہیں جو آپ ﷺ نے سکھائی ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے خود مطالبہ فرمایا ہے کہ اس طرح جیوا اور اس طرح مرد:

﴿وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمُ مُسْلِمُونَ﴾

(سورہ آل عمرن: آیہ ۱۰۲)

خبردار! میرا ہی بن کے مرنا، میرا نہ بن کے مت مرنا، بالکل میرے ہی بن جاؤ، پھر مرجاً، واہ! واہ! کیا پیارا کلام ہے محبوب پاک کا، میرا ہی بن کے مرنا، وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمُ مُسْلِمُونَ واہ رے میرے کریم ماں! آپ کی کیا شان ہے۔
اللہ والوں سے محبت کے سلسلے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ حدیث قدسی میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

((وَجَبَتْ مَحِبَّتِي لِلْمُتَحَابِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَاهِلِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَّوِّرِيْنَ فِيَّ

وَالْمُتَبَّأِذِلِيْنَ فِيَّ رواه مالك))

(مشکوٰۃ المصائب: (قدیسی)، باب الحب فی الله و من الله؛ ص ۳۲۶)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو بندے میری ہی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں، ان کے لئے میری محبت واجب ہو جاتی ہے، وَالْمُتَجَاهِلِيْنَ فِيَّ جو بندے میرے ہی لئے آپس میں بیٹھتے ہیں ان کے لئے میری محبت واجب ہو جاتی ہے، وَالْمُتَزَّوِّرِيْنَ فِيَّ جو بندے آپس میں ایک دوسرے سے میری ہی محبت میں ملاقات کرتے ہیں تو ان کے لئے میری محبت واجب ہو جاتی ہے وَالْمُتَبَّأِذِلِيْنَ فِيَّ اور وہ بندے جو میری ہی محبت میں خرچ کرتے ہیں ان کے لئے بھی میری محبت واجب ہو جاتی ہے۔ اس حدیث قدسی سے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اہل اللہ کے ساتھ اگر محبت ہوتی ہے، اللہ کیلئے اہل اللہ کی زیارت اگر کسی کو ہوتی ہے، اہل اللہ کے ساتھ مجالست ہوتی ہے، ہمنشین ہوتی ہے، اللہ کیلئے کوئی ان پر

مال خرچ کرتا ہے، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی محبت واجب ہو جاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کو اپنا بنا ہی لیتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے
جن کے دل میں عشقِ الہی کی آگ لگی ہوئی ہے ان کے پاس جاؤ، ان کے ساتھ اُڑھو بیٹھو،
ان کی دعا نکیں لو، تمہارا بھی کام بن جائے گا۔
کام بنتا ہے فضل سے انتر
فضل کا آسرا لگائے ہیں

کام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنے گا لہذا جہاں فضلِ الہی ملتا ہے وہاں جاؤ میرے دوستو! کہاں جاؤ گے؟ جہاں اہل اللہ ہیں، عشاقي حق ہیں، وہاں فضلِ الہی کا نزول ہوتا ہے تو پھر کام بن جائیں گے ان شاناء اللہ تعالیٰ۔ مولانا فضلِ رحمنؒ نجح مراد آبادیؒ عَلَيْهِ السَّلَامُ حکومت کے زمانے کے بڑے شیخ الحدیث، زبردست عالمِ دین اور بہت بڑے بزرگ تھے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے تعین کے ساتھ شبِ قدر مل جائے تو رات بھر میں ایک ہی دعا مانگوں گا کہ اے اللہ! مجھے نیک صحبت مل جائے یعنی کسی اللہ والے کی صحبت مل جائے کہ صحبتِ اہل اللہ کی برکت سے دنیا بھی بن جاوے گی آخرت بھی بن جاوے گی۔ یہ دنیا مقصودِ اصلی نہیں ہے، آخرت کی کامیابی مقصودِ اصلی ہے۔ حضرت نجح مراد آبادیؒ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی بات کی شرح میں کہ رہوں کہ جن کی آخرت بن جاتی ہے دنیا بھی اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائی دیتے ہیں۔ دنیا میں کیا رکھا ہے، میرے شیخؒ عَلَيْهِ السَّلَامُ فرماتے تھے۔

وئمیں کو عیش آب و گل دیا
دوستوں کو اپنا درد دل دیا
ان کو ساحل پر بھی طغیانی ملی
مجھ کو طوفانوں میں بھی ساحل دیا

اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمادے اور قبول فرمائے، ہم سب کو اپنا بنالے، دونوں جہان بنادے، ہر غم و پریشانی سے نجات عطا فرمادے، ہمارے مرضیوں کو شفای عطا فرمادے اور ہمارے ظاہر و باطن کے تمام امراض کی اصلاح فرمادے، صحت ظاہری بھی عطا فرمادے، صحتِ باطنی بھی عطا فرمادے، دونوں جہان بنادے، اولیائے صدِ قیمین کاملین میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو شامل فرمائے، ہمارے ہر عیب کی اللہ تعالیٰ اصلاح فرمادے اور اکابر دین کے راستے پر چلنے کی توفیقات سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نوازیں۔ وَآخِرَ دُعْوَا إِنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى إِلَهِ
وَأَعْبَادِهِ أَجْمَعِينَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اللَّهُمَّ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا اللَّهُمَّ كُنْ
لَّذَا وَاجْعَلْنَا لَكَ اللَّهُمَّ كُلَّ خَيْرٍ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ اللَّهُمَّ أَخْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي
الْأُمُورِ كُلِّهَا وَأَجْزِنَا مِنْ خَزْنِ الدُّنْيَا وَعَذَابَ الْآخِرَةِ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ
الرَّاحِمِينَ

اے اللہ! ہم سب کو معاف فرمادیجئے، اپنا بنا بجئے، اپنی محبت و معرفت عنایت فرمادیجئے، اطاعت کاملہ عطا فرمادیجئے، عبدیت و فتاویٰ کاملہ عطا فرمادیجئے، فنا فی اللہ اور باقی باللہ کا مقام اپنے کرم سے عطا فرمادیجئے، اور ہم سب کو، ہمارے گھروالوں کو، بچوں کو، خویش و اقارب کو، دوستوں کو، احباب و محبین کو، ان کے گھروالوں کو، سب کو اولیائے صدقین کاملین میں شامل فرمادیجئے، ہماری جامعات کو، ہمارے مرکزِ دینیہ کو قبول فرمادیجئے، ہمارے دینی مرکز کی تمام حاجتیں اپنے کرم سے پوری فرمادیجئے، خزانِ غیبیہ سے نعمتوں کا نزول فرمادیجئے۔ اے اللہ! ہماری حاجات پوری فرمادیجئے، مشکلات حل فرمادیجئے، دشمنوں سے حسد دین سے حفاظت فرمائیے، ہر شر سے اور مکر سے نفس و شیطان سے ہم سب کی حفاظت فرمائیے، تمام نیک تمنا یں نیک حاجتیں پوری فرمادیجئے۔ اے اللہ!
اے مہربان مالک! ہمارے تمام ممالک اسلامیہ پر رحمتوں کی بارشیں فرمادیجئے، خاصہ

فَلَسْطِينٍ پر رحم فرماد تبجھے، اہلِ فلسطین پر رحم فرماد تبجھے، ظالموں کے شر سے حفاظت عطا فرماد تبجھے۔ اے اللہ! ان کو فتح میں عطا فرماد تبجھے، اہلِ فلسطین کو فتح میں عطا فرماد تبجھے، فتح میں عطا فرماد تبجھے، فتح میں عطا فرماد تبجھے، جہاں بھی دنیا میں مسلمان مظلوم ہیں ظالموں کے ظلم سے نجات عطا فرمائیے، مہربان مالک اپنے کرم سے شرف قبول بخش دیجھے۔

اللَّهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبَّعَ عَلَيْنَا إِنَّكَ

أَنْتَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ



چٹائی پر ملے گا تخت شاہی
اگر حاصل کرو عشقِ الٰہی
وہی پہنچا ہے دربارِ خدا میں
ملی ہے جس کو آہِ سحر گاہی
ہوئے ہیں رند کتنے اولیاء بھی
ذرا دیکھو تو فیضِ خانقاہی
کھلا کیا رازِ سلطانِ لمح پر
فقیری لی ہے دے کر تاجِ شاہی
جو اہلِ دل کی صحبت میں رہے گا
وہی پارے گا بس عشقِ الٰہی

(از کلام حضرت والامر شدی و مولائی نور اللہ مرقدہ)

شیخ العرب عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محسن سید خضر صاحب اجنبی
واعلام جماعت

لذتِ عشقِ الہی اور تلخیٰ عشقِ مجازی

ارشاد فرمایا کہ ہر سانس کی نگرانی رکھو تو جینے کا مزہ آجائے گا کہ زندگی کی ہر سانس اللہ پر فدا ہو، خالق حیات پر فدا ہو، پھر یہ حیات پر مزہ حیات طبیب کی مصدق ہو گی، اس پر ہر وقت جان کی بارش ہو گی۔ جو جان اللہ پر قربان رہتی ہے اس کی جان پر ہر وقت ہزار ہاجان، غیر محدود جان برستی ہے، اور جو حرام مزے کے لئے اللہ کو ناراض کرتا ہے اس کی جان پر بیشتر موت برستی ہے۔ پاگلوں کو، رومانک والوں کو دیکھ لواہ سب آخر میں پاگل خانہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پہلے کچھ دن نیند نہیں آتی، ویلیم فائیو کھاتے ہیں، پھر ویلیم ٹین کھاتے ہیں پھر ٹین بجا تے ہوئے پاگل خانہ میں ان (In) ہو جاتے ہیں، پہلے بہت پن پن کرتے ہیں پھر بعد میں ان (In) ہوتے ہیں۔

کیا بتاؤں! بس اگر کسی ظالمِ حمق گدھے کو وزخ دیکھنی ہے تو اللہ کی نافرمانی اور عشق بازی اور غیر اللہ سے دل لگانا گویا دوزخ کو یہیں بلا لینا ہے، اور اللہ پر فدا ہونا جنت کو یہیں بلا لینا ہے۔ جو خالقِ جنت پر فدا ہوتا ہے اس کی جنت یہیں ہے، اور جنت کیا چیز ہے! وہ خالقِ جنت سے، افضل سے مست ہے۔ خالقِ جنت افضل ہے یا جنت؟ جو اپنے اللہ کو خوش رکھتا ہے، اس کے دل کی خوشی کا کیا عالم ہو گا! بس اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب میں مراد بن جائے۔ اس پر میرا ایک مصرع یاد آگیا، جب انسان بڑی خوشی سے نامراد ہوتا ہے تب اللہ اس کے دل میں مراد ہوتا ہے، جب کوئی مسلمان اپنے دل کو حرام خوشیوں سے نامراد کرتا ہے تو اس وقت کا یہ مصرع سنو: دل نامراد میں وہ مراد بن کر آئے جوابی بڑی خوشی کو نامراد کر دے، اللہ اس کے قلب میں مراد بنتا ہے۔
(اقتباس از مواعظ اختر نمبر ۲۵، اہل و فاکون ہیں؟)

حَسْنَةٌ كُلُّ مُتَبَّعٍ لِّمَذْكُورٍ

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب زادہ مرقۃ

اہل اللہ کے احوال

ارشاد فرمایا کہ اہل اللہ کو چونکہ نعمت کی حقیقت زیادہ معلوم ہے کہ وہ محض عطاۓ خداوندی ہے، ہمارے کسب کو اس میں کچھ خل نہیں، اس لئے ان کو نعمت پر شکر زیادہ ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ جس قدر تعلق ان کو نعمت سے ہے، اس سے زیادہ منعم (نعمت دینے والے) سے تعلق ہوتا ہے، ان کی زیادہ نظر منعم پر ہوتی ہے۔ نیز وہ نعمت کو اپنے احتجاق سے زیادہ سمجھتے ہیں، اس لئے وہ اپنی موجودہ حالت پر راضی رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص نے ایک بزرگ سے شکایت کی کہ مجھے افلاس (غربت) زیادہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر دل میں امن واطمینان ہو، بدن میں کوئی مرض نہ ہو، ایک دن کا کھانے کا سامان موجود ہو، اس سے زیادہ اور کیا چاہئے؟ اسی لئے اہل اللہ کی یہ شان ہے کہ اگر مل گیا تو شکر، نہ ملا تو اس کو بھی نعمت سمجھ کر صبر۔ اور عبدیت کی وجہ سے وہ حاجت کی ہر چیز مانگتے ہیں لیکن اگر کوئی چیز نہ ملت تو اس پر بھی راضی رہتے ہیں کہ یہ (نہ ملنا بھی) ہمارے لئے نعمت ہے۔ ان حضرات کو کسی نعمت کی طلب ہوتی ہے تو وہ بھی اسی واسطے کے جمعیت قلب میسر ہو، قلب کو پریشانی نہ ہوتا کہ اطمینان کے ساتھ کام میں لگیں۔ اسی لئے ان حضرات کے یہاں جمعیت قلب کا بڑا اہتمام ہے۔ (انفارس عیسیٰ، حصہ دوم، جلد ۲۲، صفحہ ۱۷۳)

اہل اللہ کی محبت ضرور نگ لاتی ہے

ارشاد فرمایا کہ جس کے قلب میں اہل اللہ کی اور دین کی عظمت ہو، یہ ضرور نگ لا کر رہتی ہے، خالی نہیں جاتی، یہ خدا کی بڑی نعمت اور بڑی دولت ہے۔ (الافتراضات الیومیہ مکمل افادات القومیہ، جلد ۵، صفحہ ۲۹۳)

یہ کتاب ادارہ بذریعے بالامعاوہ حدیثیہ تقسیم کی جاتی ہے
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہے